سات
مسائل
صلی اللہ علیہ وسلم
یارسول اللہ
زیر اہتمام: رضوی کتاب گھر پوسٹ بکس ۱۵ بھیونڈی
فون: ۲۳۲۸۹

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

رسالہ مشتملہ بر مسائل مختلفہ موسومہ بہ

# سات مسائل

مصنّفہ


حضرت مولانا مولوی مفتی حافظ ابو الجمیل محمد رضوان الرحمٰن صاحب

سُنّی حنفی فاروقی سہسوانی مفتیؔ مالوہ (اندور)



ناشر

سُنّی تبلیغی جماعت

جامع مسجد شمع نگر بھیونڈی

فون: ۲۰۲۷۲

زیر اہتمام: رضوی کتاب گھر پوسٹ بکس ۵۱ بھیونڈی

فون: ۲۲۲۸۹

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲

مسائل
۲
نشات
یا اللہ جل جلالہٗ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دعائے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
اے اللہ
میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش
کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں، البتہ
مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل اور لائق التفات
ہے وہ یہ کہ ___
"مجلس میلاد پاک کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں
اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب
پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں"۔
اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں محفلِ میلاد سے بڑھ کر
تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے ___
اے ارحم الراحمین! مجھے اس کا یقین ہے کہ میرا
"یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائیگا"
بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام
پڑھے اور اسکے ذریعے دعاء کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی
اخبار الاخیار صفحہ ۶۲۴
اشرفی آرٹ، جالیاڑہ

# مسئلہ فاتحہ ونذر ونیاز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ فاتحہ اور نذر ونیاز کرتے ہیں ہمارے یہاں ایک پروفیسر صاحب ہیں جو حافظ قرآن ہیں اور مودودی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور نذر ونیاز کرنا جائز نہیں اور اس کا کھانا بھی جائز نہیں کیونکہ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر میں اس کھانے کو وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کے تحت شمار کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک فاتحہ اور نذر ونیاز کرنا جائز ہے یا نہیں مہربانی فرماکر جواب مدلل تحریر فرمائیں

عباس حسن

ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس اندور

## حامداً ومصلیاً ومسلماً

## جواب :۔

فاتحہ اور نذر ونیاز ایصال ثواب کی ایک قسم ہے جو شرعاً جائز ہے اس کا انکار قرآن وحدیث اور اجماع امت کی مخالفت ہے ہر شخص جانتا ہے کہ کھانا کھلانا یا قرآن پڑھنا اور پڑھوانا عمل خیر ہے اور عمل خیر کیلئے حکم منصوص ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ط یعنی عمل خیر اور نیکی کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ بخاری اور مسلم میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اُمِّیْ اِنْتَقَلَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ | میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا اور |
| تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ | وصیت نہ کرسکیں میرا خیال ہے کہ اگر بات |
| اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا | چیت کرتیں تو صدقہ دینے کو فرماتیں اب |
| قَالَ نَعَمْ۔ | اگر میں صدقہ دوں توانکو ثواب ملے گا۔ تو سرکار |
| (بخاری و مسلم) | دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ملیگا |

اس حدیث سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے

چنانچہ اس حدیث کی شرح میں صاحب لمعات ارشاد فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| فِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ | اس عبارت میں اس بات کی دلیل ہے کہ |
| ثَوَابَ الصَّدَقَۃِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ | صدقہ کا ثواب میت کو ملتا ہے اور یہ ہی |
| وَکَذَا حُکْمُ الدُّعَاءِ وَھٰذَا ھُوَ | دعا کا حکم ہے اور یہ ہی اہل حق کا مذہب |
| مَذْھَبُ اَھْلِ الْحَقِّ۔ (لمعات) | ہے۔ |

پھر ابوداؤد شریف میں حدیث ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| اَلْمَیِّتُ لَوْکَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ | اگر میت مسلمان ہو پس تم اس کیلئے غلام |
| عَنْہُ اَوْتَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْحَجَجْتُمْ | آزاد کرو یا اس کی طرف سے صدقہ دو یا حج |
| عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ۔ (ابوداؤد) | کرو تو اس کا ثواب پہنچے گا۔ |

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زندہ مردے کے واسطے جو نیکی کرے گا مُردہ کو اس کا ثواب ملے گا۔ ترمذی ابوداؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْھِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری والدہ کی وفات ہوگئی اگر میں ان کے لئے صدقہ دوں تو ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کو نفع ہوگا۔ اس شخص نے کہا کہ میرا باغ ہے میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اسکو والدہ کیلئے صدقہ کرتا ہوں۔ (ترمذی ابوداؤد)

الغرض ایصال ثواب کا جواز واستحسان قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز واستحسان پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے۔

اَلْاَصْلُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً اَوْصَوْمًا اَوْصَدَقَۃً اَوْغَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ (ہدایہ)

اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب جس کو چاہے بخش دے۔ نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا کوئی اور نیکی اہل سنت کے نزدیک۔

رحمۃ الامۃ میں ہے۔

اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَۃَ وَالْحَجَّ وَ الْعِتْقَ یَنْفَعُ الْمَیِّتَ وَیَصِلُ اِلَیْہِ ثَوَابُہٗ۔ (رحمۃ الامۃ)

علمائے اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ استغفار اور دعا، صدقہ اور حج وعتق سے میت کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور میت کو اعمال کا ثواب پہونچتا ہے۔

اہل سنت کے عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے۔

فِی دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِہِمْ عَنْہُمْ نَفْعٌ لَہُمْ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ۔ (شرح عقائد نسفی)

مردوں کیلئے زندوں کے دعا کرنے اور صدقہ دینے سے نفع پہونچتا ہے، بخلاف معتزلہ کے کہ وہ اس کے قائل نہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب مراقی الفلاح میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔

فَلِلْاِنْسَانِ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ عِنْدَ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ صَلٰوۃً کَانَ اَوْصَوْمًا اَوْحَجًّا اَوْصَدَقَۃً اَوْقِرَاءَۃً لِلْقُرْاٰنِ اَوِ الْاَذْکَارِ اَوْغَیْرَ ذٰلِکَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَیَصِلُ ذٰلِکَ اِلَی الْمَیِّتِ وَ یَنْفَعُہٗ قَالَہُ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَیْرِ۔ (مراقی الفلاح)

انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے، اہل سنت وجماعت کے نزدیک وہ عمل خواہ نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ، تلاوت قرآن ہو یا دیگر اذکار، یا کوئی نیکی اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور نفع دیتا ہے، اس مضمون کو زیلعی نے باب الحج عن الغیر میں بیان کیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایصال ثواب کا جواز بلکہ استحسان احادیث سے ثابت ہے اور جمہور اہل سنت کا اس کے جواز پر اجماع اور اتفاق ہے۔

## فاتحہ کے وقت کھانا سامنے رکھنا بھی جائز ہے

جس چیز کا صدقہ کرنا منظور ہو اس چیز کا ایصال ثواب کے وقت سامنے ہونا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ابوداؤد اور نسائی میں روایت ہے کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا

اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

تحقیق حضرت سعد کی والدہ کا انتقال ہو گیا حضور! کون سا صدقہ بہتر ہے، تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی، پس سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں میری والدہ کیلئے ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

ظاہر ہے کہ حضرت سعد اگر چاہتے تو اپنے مکان پر یا دربار نبوی میں حاضر ہو کر عرض کر سکتے تھے کہ جو کنواں میں نے کھدوایا ہے اس کا ثواب میری والدہ کے لئے ہے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ کنویں کے سامنے کنویں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کنواں میری والدہ کیلئے ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایصال ثواب کرتے وقت جس چیز کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس کا سامنے ہونا بہتر ہے۔

امام ترمذی، امام ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور اسی وقت جب کہ گوشت سامنے موجود تھا ایصال ثواب فرمایا حدیث کے الفاظ ذیل میں درج ہیں۔

ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر پھر فرمایا اے اللہ یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کو ان افراد کی طرف

سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس وقت ایصال ثواب کے یہ کلمات فرمائے اس وقت گوشت سامنے موجود تھا۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ ایصال ثواب کے وقت اس چیز کا جس پر فاتحہ دی جاتی ہے سامنے ہونا اور سامنے رکھنا جائز ہے۔

## کھانا اور شیرینی وغیرہ پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔ سنن ابوداؤد شریف میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ وَ ھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰٓی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ ثُمَّ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ۔ (ابوداؤد)

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے اور بارگاہ رب میں عرض کیا۔ اے اللہ اپنی رحمت اور صلوات آل سعد پر نازل فرما۔ راوی کہتا ہے پھر حضور نے کھانا تناول فرمایا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کھانے پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اس کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ اس جگہ پر وہابیہ

کا یہ اعتراض محض لغو ہے کہ حضور نے ایصال ثواب کی دعا کہاں فرمائی وہ تو دعار برکت تھی اس لئے کہ کھانے پر دعا کرنا تو ثابت ہوا صرف فرق اتنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کیلئے دعار برکت فرمانا چاہتے تھے، اس لئے حضور نے برکت کی دعا فرمائی ہم اپنے مرنے والے بھائی یا کسی بزرگ کیلئے مغفرت کی دعا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم مغفرت یا رفع درجات کی دعا کرتے ہیں۔ غور طلب تو یہ امر تھا کہ کھانے پر دعا کرنا جائز ہے یا نہیں، الحمد للہ! یہ ثابت ہو گیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی۔

## کھانے پر قرآن پڑھنا بلا کراہت درست ہے

وہابیہ کا اعتراض کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا مکروہ ہے محض غلط اور وہابیہ کی قلت درایت پر مبنی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کھانا سامنے آنے کے بعد کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنّت ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی قرآن ہے اور قرآن ہی کی آیت ہے۔ اگر کھانے پر قرآن پڑھنا مکروہ ہوتا جیسا کہ وہابیہ کا خیال ہے تو کھانے پر ہرگز بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کی اجازت نہ ہوتی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تاکید نہ فرماتے اور مسلمانوں کا اس پر عمل نہ ہوتا۔

## اعمال صالحہ کیلئے وقت مقرر کرنا بھی جائز ہے

اپنی یاد دوسروں کی سہولت کے لحاظ سے یا کسی مصلحت کی بناء پر کسی کام

کیلئے کوئی خاص تاریخ یا دن اس طور پر مقرر کر لینا کہ وہ کام اسی تاریخ یا اسی دن کیا جائے گا بلا شبہ جائز ہے اور اس قسم کی تعیین اور توقیت صحابہ کرام سے ثابت ہے، بخاری اور مسلم میں روایت ہے۔

عَنْ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ۔

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعظ ہر جمعرات کے دن فرمایا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ شریعت نے وعظ کہنے کیلئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا ہے جس دن چاہیں وعظ کر سکتے ہیں لیکن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مصلحت یا لوگوں کی سہولت کی بنا پر پنجشنبہ مقرر کر لیا اس زمانے میں کسی نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہ کیا کہ جس کام کیلئے شریعت نے کوئی دن مقرر نہیں کیا آپ نے کیوں مقرر کیا۔ علمائے اُمّت کا اتفاق ہے کہ توقیت عادی جائز ہے، دینوی اور اخروی تمام کام اوقات کے تعین پر موقوف ہیں مدارس اور مکاتب میں درس و تدریس کے اوقات بھی مقرر ہیں تعطیل کے اوقات بھی مقرر ہیں اور امتحانات کے اوقات بھی مقرر ہیں، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے اوقات بھی مقرر کئے جاتے ہیں پس جس طرح ان تمام باتوں کیلئے توقیت اور تعین وقت جائز ہے بالکل اسی طرح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ کیلئے بارہویں، غوث اعظم کی فاتحہ کیلئے گیارہویں تاریخ مقرر کر لینا بھی درست ہے۔

## فاتحہ کا تبرک

صدقات کی تین قسمیں ہیں۔ صدقۂ مفروضہ، صدقۂ واجبہ، صدقۂ نافلہ۔

صدقۂ مفروضہ جیسے مالی زکوٰۃ اور صدقۂ واجبہ جیسے کفارہ وغیرہ غربا، فقرا، اور مساکین کو لینا جائز ہے یہ لوگ اس مال کا مصرف ہیں۔ اغنیاء کو ان صدقات کا لینا اور کھانا درست اور جائز نہیں لیکن فاتحہ کا تبرک صدقۂ نافلہ کی قسم سے ہے جو امیر اور غریب، غنی و فقیر سب کیلئے جائز ہے کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تشریح موجود ہے، جو حضرات اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا چاہیں وہ کتب فقہیہ کی جانب رجوع فرمائیں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز ست زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ صدقہ غنی کے حق میں ہبہ ہو جائے گا جیسا کہ شامی کی عبارت سے ظاہر ہے۔

اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَی الْغَنِیِّ ھِبَۃٌ صدقہ اغنیاء کے حق میں ہبہ ہے۔

اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ ہبہ بھی جائز اور مسلمانوں کے مابین محبت کا باعث ہے اور ثواب سے خالی نہیں پس یہ ثواب بھی میت کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ الغرض فقیر کو صدقہ نافلہ کھلایا جائے یا غنی کو ہر صورت میں ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ندا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا، عمرو نے جس کو لوگ وہابی بتاتے ہیں کہا کہ ایسا کہنا جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ اللہ کے سوا کسی نبی یا ولی کو پکارنا نہ چاہیئے، اب

سوال یہ ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک ایسے کلمات کا کہنا درست ہے یا نہیں جواب مدلل ہونا چاہیے۔

حاجی محمد اسحاق

ساکن جونا رسالہ اندور

جواب :- حامداً و مصلّیاً و مسلماً

انبیاء کرام و اولیاء عظام کو درگاہ خداوندی میں وسیلہ بنانا ان سے استغاثہ کرنا اور شدائد و آلام میں ان کو پکارنا مثلاً یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یا غوث کہنا شرعاً جائز ہے اور مخالف دلیل ممانعت پیش کرنے سے عاجز ہے وہابیہ کا یہ خیال کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارنا اور ندا کرنا شرک یا حرام ہے محض غلط، بے اصل اور خلاف عقل و نقل ہے ان کو اتنا ہوش نہیں کہ ندائے غیر اللہ شرک یا حرام ہوتی تو نماز کی حالت میں اس کی اجازت نہ ہوتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار کر سلام پیش کیا جائے حالانکہ ہر نمازی اپنی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتا ہے اور اس طرح سلام عرض کرتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یا نبی اللہ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

وہابیہ عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہیں کہ التحیات میں صرف نقل الفاظ ہے ندا مقصود نہیں حالانکہ یہ صریح مغالطہ ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

لَابُدَّ اَنْ یَّقْصِدَ بِالْاَلْفَاظِ یہ ضروری ہے کہ الفاظ تشہد سے وہی

التَّشَهُّدِ مَعَانِيَهَا الَّتِي وُضِعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهٖ كَأَنَّهٗ يُحَيِّي اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وہی معنی اپنی طرف سے مراد لیں جن کے لئے وہ الفاظ وضع کئے گئے ہیں گویا نمازی بارگاہ خداوندی میں تحیہ پیش کر رہا ہے اور دربار نبوی میں سلام پیش کر رہا ہے۔

دیکھئے فتاویٰ عالم گیری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صرف الفاظ ادا کرنا مقصود نہیں بلکہ نبی کو سلام پیش کرنا مقصود ہے الفاظ کو ادا کرتے وقت نمازی کی یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تحیہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کر رہا ہے اب وہابیہ سے یہ دریافت کیا جائے کہ اگر غیر اللہ کو ندا ناجائز ہے تو نماز میں نبی کو ندا کرنا کیسا؟

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان تشریف لے جاتے تو اہل قبور کو پکار کر سلام بھیجتے۔ ترمذی شریف میں بسند صحیح حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ۔ (اخرجہ الترمذی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ کے قبرستان میں گزرے تو اہل قبور کی طرف متوجہ ہوئے پس فرمایا اے قبر والو! تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے تابع یعنی بعد میں آنے والے۔

اس حدیث سے بھی غیر اللہ کو پکارنا ثابت ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اہل قبور کو پکار کر فرمایا' اے قبر والو! تم پر سلام ہو۔

حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اندھا ہو گیا ہوں آپ رب کے دربار میں میری بصارت کے لئے دعا فرمایئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وضو کر کے دو رکعت ادا کرنے کے بعد یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْٓ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی نبی الرحمۃ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں تاکہ پوری کر دی جائے' اے اللہ ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث کو امام ترمذی' امام نسائی' ابن ماجہ' حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی کتب حدیث میں بہ الفاظ متقاربہ روایت کیا ہے اور ہر ایک نے صحت سند کی تصریح کی ہے اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جو کلمات دعائیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو فرمائے تعلیم' ان میں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے اگر ندائے غیر اللہ ناجائز ہوتی یا اس میں شرک کا شائبہ ہوتا جیسا کہ وہابیوں کا خیال ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز یا محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) کہنے کی اجازت نہ دیتے۔ سرکار کا اجازت دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا جائز ہے، اسی طرح یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا بھی جائز ہے۔ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں ایک تابعی جن کا کوئی کام امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے وابستہ تھا، حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ میری سفارش فرما دیجئے اس وقت ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے تابعی مذکور کو مذکورہ بالا دعا سکھا کر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وظیفہ پڑھنے کی اجازت دی اس واقعہ کو امام طبرانی محدث نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا انھوں نے بھی اپنی اس تکلیف میں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ مارا۔

| | |
|---|---|
| خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ۔ | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا پس ایک شخص نے ان سے کہا کہ ایسے شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو پس عبداللہ بن عمرؓ نے پکارا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ |

(اخرجہ البخاری فی الادب المفرد)

ایک حدیث سے ثابت ہے کہ اس نعرہ کی برکت سے ان کا پاؤں درست ہو گیا اور تکلیف جاتی رہی۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ ابْنَ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ | ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا تو ان سے کہا گیا کہ محبوب ترین شخصیت کو یاد کیجئے |

النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلَ عَنْكَ پس ابن عمر نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
فَصَاحَ يَامُحَمَّدُ فَانْتَشَرَتْ۔ کا نعرہ بلند کیا اس کے بعد ان کا پاؤں درست
ہو گیا۔ (شفاء)

شفاء قاضی عیاض کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ مصائب و شدائد کے
وقت اہل اللہ کو پکارنے اور استغاثہ کرنے سے مصائب و شدائد سے نجات حاصل
ہو جاتی ہے۔ غور فرمائیے حضرت ابن عمر صحابی ہیں اور فقہاء صحابہ میں شمار کیے جاتے
ہیں۔ یہ جلیل القدر صحابی پاؤں کی تکلیف کے وقت یا محمداہ کا نعرہ بلند فرما کر
تکلیف سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ اب وہابیوں سے دریافت کیا جائے کہ
اے وہابیو! جب تمہارے نزدیک غیر خدا کو پکارنا شرک ہے اور یا محمد یا رسول
اللہ کہنے والا مشرک تو صحابی رسول کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے۔

امام نووی شارح مسلم شریف نے الاذکار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما کا واقعہ روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا پاؤں سو گیا تو انھوں نے بھی
یا محمد کا نعرہ بلند کیا اور تندرست ہو گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

صَحَّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ۔

بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کسی سفر سے واپس آتے تو روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتے تھے یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو یا ابا بکر آپ پر سلام ہو، اے پیارے باپ آپ پر سلام ہو۔ (خلاصۃ الوفا)

غور فرمائیے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کس کس کو پکارا سید عالم کو پکارا، صدیق اکبر کو پکارا اور اپنے والد ماجد فاروق اعظم کو پکارا اگر غیر اللہ کو پکارنا شرک یا ناجائز ہوتا تو ایک جلیل القدر صحابی ہرگز ایسا نہ کرتے۔

علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ — جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ — یوں عرض کرتا ہوں یا نبی اللہ! آپ پر

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ — سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں

نازل ہوں۔ (شفا قاضی عیاض)

اہل مدینہ کی عادت شریفہ تھی کہ ذوق و شوق میں اور مصائب و تکالیف میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہاب مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا مِمَّا تَعَاهَدَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ۔ — یہ وہ عمل ہے جس پر اہل مدینہ کا تعامل تھا۔ (نسیم الریاض)

ان مذکورہ احادیث اور روایت سے ثابت ہو گیا کہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یا محمداہ کہنا حضرات صحابہ کرام تابعین عظام اور تمام اہل مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔

اب ہم فقہاء احناف رحمہم اللہ کے فتاوے اور ان کی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ اہل اللہ کو پکارنے اور ندا دینے کا جواز متقدمین کے نزدیک ایسا مسلّم ہے جس میں کسی کا خلاف نہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتح القدیر میں ہے کہ جو شخص سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے فرشتے اس کیلئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیہ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَکٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلَیْکَ یَا فُلَانُ۔ (فتح القدیر)

جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس کھڑا ہو کر آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ تلاوت کرے پھر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ ستر مرتبہ پڑھے تو اس کو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے ان پر اور تجھ پر اللہ رحمت نازل فرمائے

اسی فتح القدیر میں ہے کہ زائر روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت سلام پیش کرنے کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں اپنی درخواست ان الفاظ میں پیش کرے اور یوں کہے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشِّفَا وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔

یارسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں یارسول اللہ! میں آپ سے شفاء جسمانی اور روحانی کا سوال کرتا ہوں اور اللہ کی جناب میں آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔

فتح القدیر کی اس عبارت سے جس طرح ندائے یارسول اللہ کا جواز ثابت ہوا اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور سے شفاعت اور شفائے جسمانی و

روحانی کا سوال کرنا اور آپ کو دربار خداوندی میں وسیلہ بنانا بھی جائز ہے۔
شیخ الاسلام شہاب رملی رحمۃ اللہ علیہ کے فتادے میں ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الْاِسْتِغَاثَۃَ بِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِیْنَ جَائِزَۃٌ۔ | انبیاء و مرسلین اور علماء و اولیاء صالحین سے استغاثہ جائز ہے۔ |

علامہ خیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ صاحب درمختار اپنے فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| قَوْلُھُمْ یَا شَیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِہٖ | لوگوں کا یا شیخ عبد القادر کہنا ندا ہے اس کے عدم جواز کی کیا وجہ ہے۔ |

الغرض یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یا غوث کہنا جائز ہے اور وہابیہ کا یہ فتویٰ کہ ندائے غیر اللہ ناجائز ہے بالکل غلط بے اصل اور خلاف عقل و نقل ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم

# مسئلہ میلاد خیر العباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بعض لوگ محفل میلاد شریف کی شرکت سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ محفل بدعت ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا محفل میلاد شریف دراصل بدعت ہے یا شریعت مطہرہ میں اس کی اصل موجود ہے؟ امید کہ جواب مدلل عنایت فرمائیں گے۔ السائل

سید عبد القدیر، از اوجین، مالوہ

جواب :- حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

محفل میلاد شریف کو بلا دلیل شرعی ممنوع اور ناجائز بتانا مذہب اہل سنت کی مخالفت اور مسلک وہابیہ کی موافقت ہے، درحقیقت یہ مبارک محفل نہ بدعت ہے نہ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت ہے بلکہ دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کی روشنی میں جائز و مستحسن ہے اور اس کا جواز و استحسان قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آفتاب کی طرح روشن ہے اس سلسلہ میں پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ محفل میلاد شریف کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

## محفل میلاد شریف کی حقیقت

عرف عام میں محفل میلاد اس محفل کو کہتے ہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت یعنی عالم قدس سے عالم اجسام یعنی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر اور آپ کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ کا بیان ہو بس یہ حقیقت میلاد ہے اور اس کا ثبوت آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور اجماع امت محمدیہ سے اسطرح ظاہر ہے کہ عقل سلیم انکار سے قاصر ہے۔

## قرآن مجید سے میلاد شریف کا ثبوت

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ۖ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۳

قَدْ عربی زبان میں تحقیق کلام کے لئے مستعمل ہے اس کا معنی بیشک، بلا شبہہ، یقیناً۔

جَاءَ کا مصدر مجیٔ ہے مجیٔ کا معنی آنا تشریف لانا اور جَاءَ صیغہ ماضی ہے معنی آیا تشریف لایا۔

کُمْ: جمع مخاطب کی ضمیر ہے جو جماعت یا مجمع کو خطاب کرتے وقت استعمال کی جاتی ہے۔

مِنَ اللہِ۔ مِنْ حرف جار ہے اس کا معنی "سے" اور اللہ اسم ذات ہے، مجموعہ کا ترجمہ اللہ کی طرف سے۔

نُوْرٌ نور روشنی کو کہتے ہیں، اس جگہ نور سے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔ تفسیر خازن ومعالم التنزیل وغیرہما اب آپ حضرات آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد یعنی دنیا میں تشریف لانے کا تذکرہ فرماتا ہے اور کس طرح فرماتا ہے، جماعت کو خطاب کرکے فرماتا ہے

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللہِ :۔ تحقیق تشریف لایا تمہارے پاس (دنیا میں)

نُوْرٌ :۔ اللہ کی طرف سے (عالم قدس سے) نور یعنی نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیت کریمہ میں صاف صاف بتایا جارہا ہے کہاں سے تشریف لائے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یعنی عالم قدس سے۔ کہاں تشریف لائے؟ لوگوں کے پاس یعنی دنیا میں اہل زبان اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا میں آنا، دنیا میں تشریف لانا اور پیدا ہونا اگرچہ الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم ومعنی سب کا ایک ہی ہے یعنی پیدا ہونا۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت یعنی دنیا میں تشریف آوری کا بیان کیسا صاف صاف قرآن مجید سے

ثابت ہے لیکن جس کو قسام ازل نے ہدایت کے نور سے محروم کردیا ہو اس کا کیا علاج ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔

(آیت) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ توبہ)

البتہ تشریف لائے تمہارے پاس (دنیا میں) تم میں سے ایسے رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے خواہاں ہیں، مومنین کے حق میں رافت و رحمت والے ہیں۔

اس آیت میں بھی جَآءَكُمْ موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہی تشریف لائے تمہارے پاس (دنیا میں) آخر میں آپ کو رؤف و رحیم بتا کر آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کو بیان کیا گیا۔ اب غور فرمائیے کہ محفل میلاد میں ذکر ولادت کے بعد ضمنی طور پر آپ کے مکارم اخلاق بیان کئے جاتے ہیں، اس کا ثبوت بھی موجود ہے کہ قرآن عظیم میں آپ کی تشریف آوری کے بیان کے بعد آپ کی رافت و رحمت کا تذکرہ فرمایا گیا، الغرض مجمع کو خطاب کر کے سیدّ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور اوصاف حمیدہ کا بیان کرنا قرآن حکیم سے ثابت ہے اور یہ ہی محفل میلاد کی حقیقت ہے، پس ایسی محفل کو جس کی پوری حقیقت قرآن حکیم سے ثابت ہو بدعت قرار دینا اور ناجائز بتانا قرآن کریم کی مخالفت، دین سے بغاوت اور رسول پاک سے عداوت کی علامت نہیں تو کیا ہے۔

## احادیث سے محفل میلاد کا ثبوت

احادیث سے ثابت ہے کہ خود سیدّ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں اپنی ولادت باسعادت کے حالات بیان فرمائے چنانچہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کے مجمع میں ارشاد فرمایا۔

سَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰی وَرُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِیْ قَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔ (مشکوٰۃ)

اب میں تم کو اپنی پیدائش کے واقعات سناتا ہوں میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اپنی والدہ کا وہ رؤیا (خواب) ہوں جو انہوں نے وضع حمل کے وقت دیکھا تھا کہ نور ظاہر ہوا جس سے انکو ملک شام کے محل نظر آگئے ہیں حدیث کو امام البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح السنۃ میں روایت کیا ہے۔

امام قسطلانی محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَيْهَقِیُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔ (مواہب)

اس حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

امام زرقانی محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

رَوَاهُ بْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِيْحِهٖ۔ (شرح مواہب)

روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی شریف میں جو صحاح

ستہ کی مشہور کتاب ہے، میلاد کا ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — یہ باب ان احادیث کے بیان میں ہے جو میلاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہوئیں

حدیث سے صاف صاف ثابت ہے کہ خود سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مجمع میں اپنی ولادت کے وقت کے حالات اور واقعات بیان فرمائے ابراہیم علیہ السلام کی دعا، والدہ کا رؤیا، خواب، عیسٰی علیہ السلام کی بشارت اور دیگر حالات ولادت جو عموماً محفلِ میلاد میں بیان کئے جاتے ہیں خود سیّد عالم نے ذکر فرمائے پس اس قسم کے بیانات جس محفل میں ہوں اسی کو محفلِ میلاد کہتے ہیں الحمد للہ کہ محفل میلاد کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے لیکن منکر سمجھنے سے مجبور ہے اسلئے کہ عقل و فہم مفقود ہے الغرض یہ مضامین میلاد جو حدیث سے ثابت ہوئے صحابہ کرام تابعین کی مجلسوں میں اور تابعین کی محفلوں میں برابر بیان فرماتے رہے چونکہ اس زمانہ میں ذوق عبادت کا وفور تھا۔ ہر مسلمان کا دل جذبات محبت سے معمور تھا اس لئے ان کی محفلیں سادگی کی تصویریں تھیں اور صرف محفلیں ہی نہیں بلکہ ان کے مدارس و مکاتب ان کی عبادت گاہیں اور مسجدیں بھی ظاہری آرائش و زیبائش کے سامان سے خالی تھیں اس کے بعد جب مسلمانوں کے دل کی دنیا بدلتی گئی اور ذوق و شوق اور جذبات محبت میں کمی محسوس ہوتی گئی تو جذبات محبت میں حرکت پیدا کرنے اور شوق و ذوق بڑھانے کیلئے جس طرح مدارس و مکاتب اور معابد و مساجد میں زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کے سامان مہیّا کئے جانے لگے اسی طرح ان مجالس و محافل کو آراستہ کرنے کی جانب توجہ کی گئی چنانچہ حضرت عمر موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ بارہ ربیع الاول

شریف کو انتہائی شاندار محفل میلاد کیا کرتے تھے جس کو دیکھ کر عوام کے دلوں میں
جو جوش پیدا ہوا وہ تو ہوا سلاطین اسلام کے دلوں میں ایسا مذہبی جوش پیدا ہو گیا کہ
سلطان ابو سعید مظفر نے کافی رقم صرف کر کے خود محفل میلاد کا اہتمام شروع کر دیا
اس محفل میں اس زمانہ کے اکابر علماء شریک ہوئے اور محفل کی شرکت کو سعادت
دارین کا ذریعہ سمجھے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اپنی مشہور کتاب حسن المقصد
میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اَحْدَثَهُ مَلِكٌ عَادِلٌ عَالِمٌ وَقَصَدَ بِهِ التَّقَرُّبَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحَضَرَ عِنْدَهُ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ وَالصَّالِحُوْنَ۔ | اس محفل کو مذکورہ شان و شوکت کے ساتھ ایک ایسے بادشاہ نے شروع کیا جو عادل اور عالم تھا اور اس کا مقصد اس محفل سے تقرب الی اللہ تھا اور اس محفل میں بڑے بڑے علماء اور صلحا حاضر ہوئے۔ |

بظاہر اَحْدَثَهُ کے لفظ سے شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ محفل نو ایجاد ہے لیکن یہ شبہہ
محض غلط ہے اسلئے کہ جو عمل قرآن و حدیث سے ثابت ہو اسکو بدعت نہیں کہا
جاسکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ مذکورہ شان و شوکت کے ساتھ اس محفل کو ملک عادل
نے پہلی مرتبہ کیا ورنہ آپ ابھی سن چکے ہیں کہ اس کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

# محفل میلاد کے جواز و استحسان پر اجماع امت

علامہ علی قاری کی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ حلبی اور امام قسطلانی، امام
سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے محفل میلاد کے جواز و استحسان پر امت محمدیہ کا اجماع نقل

کرتے ہیں۔

ثُمَّ لَازَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِیْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْكِبَارِ يَحْتَفِلُوْنَ فِیْ شَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ۔

پھر ہمیشہ بڑے بڑے شہروں اور اطراف عالم میں اہل اسلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے مہینہ میں محفلیں کرتے رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے اور ان پر اس کی برکتوں کے باعث فضل عام ہوتا رہا۔

اسی طرح ابن جوزی محدثؒ اجماع امت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

فَلَازَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَالْمِصْرِ وَالْيَمَنِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ هِلَالِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنَالُوْنَ بِذٰلِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَفَوْزًا عَظِيْمًا۔

حرمین شریفین، مصر، یمن شام اور مشرق و مغرب تک تمام بلاد عرب کے اہل اسلام ہمیشہ میلاد نبوی کی محفلیں کرتے رہے اور ہلال ربیع الاول سے خوشی کا اظہار کرتے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے سننے اور پڑھنے کا اہتمام تام کرتے رہے اور اس عمل کے ذریعہ اجر عظیم

اور فوز کبیر حاصل کرتے رہے۔ (منقول از اشباع الکلام)

# محفلِ میلاد کے متعلق ائمۂ دین کے نظریات

امام المحدثین جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یَسْتَحِبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْاِجْتِمَاعِ وَالْاِطْعَامِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِنْ وُجُوْہِ الْقُرُبَاتِ وَالْمَسَرَّاتِ۔ (حسن المقصد)

ہمارے لئے مستحب ہے میلاد نبوی کے سلسلے میں شکر خداوندی بجالانا اس طور پر کہ لوگ جمع ہوں کھانا کھلائیں اور دیگر قربت ومسرت کے اعمال بجالائیں۔

علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَسُرُّ بِمَوْلِدِہٖ وَیَبْذُلُ مَا تَصِلُ اِلَیْہِ قُدْرَتُہٗ فِیْ مَحَبَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِیْ اِنَّمَا یَکُوْنُ جَزَائُہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَنْ یُّدْخِلَہٗ بِفَضْلِہِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ۔ (عرف التعریف)

پس کیسی بہتر حالت ہے امت محمدیہ میں اس مسلم موحّد کی جو میلاد نبوی سے خوش ہو اور اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے، میں قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کا بدلہ اللہ کریم سے صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس محفل کے متعلق اپنا نظریہ پیش فرماتے ہیں۔

مِنْ تَعْظِیْمِ مَشَائِخِهِمْ وَعُلَمَا

ان ملکوں اور اطراف علماء اور مشائخ کے

بِهِمْ هٰذَا الْمَوْلِدَ الْمُعَظَّمَ وَالْمَجْلِسَ الْمُكَرَّمَ اَنَّهٗ لَا يَاْبَاهُ اَحَدٌ فِيْ حُضُوْرِهٖ رَجَاءَ اِدْرَاكِ نُوْرِهٖ۔ (مورد الروی)

دلوں میں اس میلاد شریف اور محفل منیف کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ اس محفل پاک کے انوار کے حصول کی امید میں کوئی اس محفل کی حاضری سے انکار نہ کرتا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ذکر میلاد شریف قرآن و حدیث سے ثابت صحابہ کرام و تابعین عظام کا معمول اور عامۃ المسلمین کے نزدیک مستحسن اور مقبول ہے علماء معتمدین اور فقہاء و محدثین اس محفل کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور فرقہ وہابیہ کے علاوہ تمام اہل اسلام کا اس کے جواز و استحسان پر اتفاق اور اجماع ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

# مسئلہ قیام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔

قیام تعظیمی شرعاً جائز ہے یا نہیں بعض لوگ قیام تعظیمی کو شرک بعض حرام اور بعض مکروہ بتاتے ہیں مہربانی فرماکر جواب مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں۔ السائل عبدالغفار۔ اندور

## حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

## جواب :-

قیام تعظیمی کا ثبوت قرآن و حدیث سے آفتاب کی طرح ظاہر و باہر ہے اور مخالف دلیل ممانعت پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ تحقیق ہم نے آپ کو رسول بنایا اس حال میں

مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔

کہ آپ گواہ ہیں اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی تعظیم اور توقیر کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے محبوب سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا ہے اور تعظیم کی صورتوں کی تفصیل بیان نہیں کی بلکہ مبہم چھوڑ دیا ہے پس صرف اس صورت سے تعظیم کرنا منع ہے جس صورت سے تعظیم کرنے کی شریعت مطہرہ نے ممانعت فرمادی ہے اسکے علاوہ ہر صورت سے تعظیم کرنا خواہ عرب کے رسم و رواج کے مطابق ہو یا عجم کے طور و طریق کے موافق ہو درست اور جائز ہوگا چونکہ قیام کی صورت میں تعظیم کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں اسلئے قیام تعظیمی بلا شبہہ جائز ہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ مِّنْهُ فَلَمَّا دَنٰى مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ۔

جب بنو قریظہ حضرت سعد کے فیصلے پر راضی ہو گئے تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد کو بلایا حضرت سعد وہاں قریب ہی میں مقیم تھے پس اپنے سواری پر حاضر ہوئے۔ جب مسجد کے قریب آئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم یعنی انصار سے کہا کہ اپنے سردار کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

اس حدیث میں انصار کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے سردار کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں اسی قیام کو جس کا حدیث میں حکم ہے قیام تعظیمی کہا جاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے

ہیں کہ قیام تعظیمی نہ تھا بلکہ قیام امداد تھا یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیمار تھے ان کی امداد کیلئے حکم ہوا تھا لیکن غور سے سنئے محدثین اس حدیث کا کیا مطلب بیان فرماتے ہیں مجمع البحار میں اس حدیث کی شرح اس طرح کی گئی ہے۔

كَاَنَّهٗ قِيْلَ قُوْمُوْا وَاذْهَبُوْا اِلَيْهِ تَلَقِّيًا وَكَرَامَةً يُشْعِرُ بِهٖ وَصْفُ السِّيَادَةِ۔

گویا یوں کہا گیا کہ اٹھو اور جاؤ سعد کی طرف ملاقات اور تعظیم کیلئے جس سے ان کی سرداری کی صفت جانی جائے۔

غور فرمائیے کہ صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح میں کیسا صاف صاف اشارہ فرما رہے ہیں کہ یہ قیام قیام امداد نہ تھا بلکہ ان کی سرداری اور بزرگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے قیام تعظیم تھا۔

سنن ابو داؤد شریف میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت اپنی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو فاطمہ زہرا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے کھڑی ہو جاتی تھیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِىْ مَجْلِسِهَا اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاؤُدَ فِىْ سُنَنِهٖ۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لاتے تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور کی تعظیم کیلئے کھڑی ہو جاتیں حضور کے دست مبارک کو پکڑ کے چومتی تھیں اور اپنی جگہ بٹھاتی تھیں اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے بھی قیام تعظیمی کا جواز آفتاب کی طرح روشن ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِى الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور باتیں فرماتے تھے پس جب حضور کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اسوقت تک ہم لوگ کھڑے رہتے تھے کہ حضور اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہو جاتے۔ اس حدیث کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے بھی قیام تعظیمی کا ثبوت ظاہر ہے، الغرض قیام تعظیمی احادیث صحیحہ سے ثابت اور جمہور اہلسنت کے نزدیک مسلّم ہے، وہابیہ کا یہ خیال کہ قیام تعظیمی اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے حرام یا شرک ہے محض غلط اور سفاہت وجہالت اور اکابر وہابیہ کی حمایت پر مبنی ہے یہ ہی کہ وہابیہ قیام تعظیمی کو ناجائز بتانے کے باوجود آجتک کوئی صحیح حدیث قیام کی ممانعت میں پیش نہ کر سکے۔ یہ لوگ قیام کی ممانعت پر جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں ان کی یہ کیفیت ہے کہ کسی حدیث کی سند ضعیف ہے کسی کا راوی مجہول ہے جس کے باعث محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے اور اگر کوئی صحیح حدیث ہے تو اس کا مطلب جمہور محدثین کے خلاف بیان کرتے ہیں اور غلط استدلال کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں مثال کے طور پر ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ بظاہر قیام کی کراہت پر دلالت کرتے

ہیں اور وہابیہ قیام کی ممانعت کے ثبوت ہیں اس حدیث کو بڑے زور شور کے ساتھ
پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث کے الفاظ ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ | ابو امامہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ |
| رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ | علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے |
| وَسَلَّمَ مُتَکِئًا عَلٰی عَصَا فَقُمْنَا | پس ہم لوگ حضور کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے |
| لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ | پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہ |
| الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا | کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ کھڑے ہوتے |
| رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ | ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں |

اولاً اس حدیث میں مطلقاً قیام تعظیمی کی ممانعت ہی نہیں بلکہ عجمی قیام کی ممانعت
ہے اور عجمی قیام کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا رہے اور اس کے چاروں طرف
حاضرین دست بستہ کھڑے رہیں جیسا کہ شاہان عجم کے یہاں رواج تھا۔ علامہ ابن قتیبہ
محدث رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا مطلب بیان فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| مَعْنَاہُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ | اس کے معنی یہ ہیں کہ جو یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ |
| الرِّجَالَ عَلٰی رَاْسِہٖ کَمَا | اس کے سر کی طرف کھڑے ہوں جس طرح |
| یُقَامُ بَیْنَ اَیْدِیْ مُلُوْکِ | عجمی سلاطین کے سامنے قیام کیا جاتا تھا |
| الْاَعَاجِمِ۔ | (وہ جہنم میں ٹھکانا بنالے) |

ابن قتیبہ کی اس شرح کے بعد صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں عجمی قیام کی
ممانعت ہے۔ تعظیمی قیام سے حدیث کا کوئی تعلق نہیں لیکن وہابیہ اسی حدیث
کو تعظیمی قیام پر محمول کر کے اہل سنت کو مغالطہ دیتے ہیں اس کے علاوہ یہ حدیث

سند کے اعتبار سے بھی ضعیف ہے اس لئے کہ اس کی سند میں ابو القدیس ایک راوی ہے جو مجہول الحال ہے امام طبرانی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

هٰذَا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ مُضْطَرِبُ السَّنَدِ فِيْهِ مَنْ لَا يُعْرَفُ

یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں اضطراب ہے نیز اس کی سند میں ایک مجہول الحال راوی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ تعظیم کے وقت معظّم کا سامنے موجود ہونا ضروری ہے چونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم محفل میلاد میں سامنے موجود نہیں اس لئے یہ قیام عبث اور بیکار ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم کے وقت معظّم (جس کی تعظیم کی جائے) کا سامنے موجود ہونا ضروری نہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ

إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔

جب تم لوگ پائخانہ یا پیشاب کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف منھ اور پشت نہ کرو۔

غور کیجئے کہ قبلہ ہمارے سامنے نہیں ہے مگر پھر بھی استقبال اور استدبار کی تعظیماً ممانعت کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیام تعظیمی آیات و احادیث سے ثابت مسلمانِ عالم کا معمول اور جمہور اہل سنّت کے نزدیک مستحسن اور مقبول ہے۔

عقد الجواہر میں ہے۔

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

عِنۡدَ ذِکۡرِ وِلَادَتِهِ الشَّرِیۡفَةِ اَئِمَّةٌ ذَوُو دِرَایَةٍ وَرِوَایَةٍ۔

ولادت شریفہ کے ذکر کے وقت ارباب روایت و درایت ائمہ کرام نے کھڑے ہونے کو مستحسن سمجھا ہے۔ واللہ اعلم

# مسئلہ قیام وقعود عندالاقامہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اقامت سے پہلے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، بعض جگہ یہ بھی دیکھا کہ لوگ بیٹھے رہتے ہیں اور حیّ علی الصّلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں مہربانی فرماکر یہ مسئلہ مدلّل تحریر فرمائیں کہ صحیح مسئلہ کیا ہے اور کتابوں سے کیا ثابت ہے؟

السائل

محمد عبداللہ، مالوہ میل

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

## جواب :-

امام اور مقتدیوں کا اقامت کے وقت شروع سے کھڑا ہو جانا اگرچہ ناجائز نہیں لیکن مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ضرور ہے حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اقامت کے وقت شروع سے کھڑے ہو گئے ان کے اس عمل کو دیکھ کر سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمادیا چنانچہ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی قد خرجت۔
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقامت کہی جائے تو کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے نکلتا دیکھ لو۔

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ امام ترمذی نے جامع ترمذی اور امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد میں اور امام نسائی نے نسائی شریف میں بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدار اقامت سے کھڑے ہونے کو لاتقوموا فرما کر منع کر دیا اس حدیث کی شرح میں علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

لعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یخرج من الحجرۃ بعد شروع المؤذن فی الاقامۃ ویدخل فی المحراب المسجد عند قولہ حی علی الصلوٰۃ ولذا قال ائمتنا لا یقوم الامام والقوم عند قولہ حی علی الصلوٰۃ۔ (مرقاۃ)
شاید کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مولون کے اقامت شروع کرنے کے بعد حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف لاتے تھے اور محراب مسجد میں اس وقت داخل ہوتے تھے جب موذن حیّ علے الصلوٰۃ کہتا اسی لئے ہمارے ائمہ نے فرمایا ہے کہ امام اور قوم (مقتدی) اسوقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے۔

پھر اسی طرح شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں لاتقوموا کے تحت میں فرماتے ہیں۔

فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حیّ علے الصلوٰۃ باید برخاست وشاید کہ
فقہا نے فرمایا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ حیّ علے الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہیے اور

بیروں آمدن آنحضرت دریں وقت می بود۔ شاید آنحضرت اسی وقت باہر تشریف لاتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

پھر اسی حدیث کے تحت امام نووی شارح مسلم ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذاہب ذکر فرماتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نقل فرماتے ہیں۔

قال ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ۔

فرمایا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور علمائے کوفہ نے کہ صف میں نمازی اسوقت کھڑے ہوں جب مؤذن حیّ علے الصلوٰۃ کہے۔

فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں اس مسئلہ کی تصریح موجود ہے کہ اقامت کے وقت شروع سے نہ کھڑے ہوں بلکہ بیٹھا رہنا مستحب ہے چنانچہ فتاوے عالمگیری میں ہے۔

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا ابلغ الموذن قولہ حی علے الفلاح کذا فی المضمرات۔ (عالمگیری)

جب کوئی شخص اقامت کے وقت مسجد میں آئے تو اُسکو کھڑے رہ کر انتظار کرنا مکروہ ہے اس کو بیٹھ جانا چاہیے پھر اسوقت کھڑا ہو جب مؤذن حی علے الفلاح پر پہونچے (عالمگیری) مضمرات میں ایسا ہی ہے۔

پھر اسی فتادے عالمگیری میں ہے۔

ان کان الموذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانہ قام الامام والقوم اذا قال الموذن حیّ علے الفلاح

اگر مؤذن امام کے سوا دوسرا ہو اور قوم امام کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو امام اور قوم اُسوقت کھڑے ہوں جب مؤذن حیّ علے الفلاح کہے، ہمارے علمائے ثلاثہ کے

عند علمائنا الثلاثه وهو الصحیح۔ نزدیک اور یہ ہی مسئلہ صحیح ہے۔

(عالمگیری جلد۱)

(علمائے ثلاثہ سے امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ مراد ہیں)

درمختار میں مسئلہ مذکور کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اذا دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ۔ جب کوئی شخص مسجد میں ایسی حالت میں داخل ہو کہ مؤذن اقامت کہتا ہو تو بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو۔

پھر درمختار کے شارح علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

(وقعد) ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔ (شامی) (بیٹھ جائے) اور نمازی کو کھڑے ہو کر انتظار مکروہ ہے لیکن بیٹھ جائے پھر اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہونچے۔

پھر اسی مسئلہ کو طحطاری نے اس طرح بیان کیا ہے۔

اذا اخذ المؤذن فی الاقامہ ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولا ینتظر قائما فانه مکروہ۔ (طحطاری) جب مؤذن اقامت شروع کر دے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو پس وہ شخص بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے انتظار نہ کرے اس لئے کہ یہ مکروہ ہے۔

پھر اس مسئلہ کو جامع الرموز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

لو دخل المسجد احد عند الاقامه یقعد للکراھة والانتظار اگر کوئی شخص اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہو تو بیٹھ جائے اس لئے کہ قیام

کما فی المضمرات۔ (جامع الرموز) (کھڑا رہنا) اور بحالت قیام انتظار مکروہ ہے

پھر فتاوے سراجیہ میں یہ مسئلہ اس طرح مذکور ہے۔

اذا دخل المسجد رجل جب کوئی شخص مسجد میں آئے اور مؤذن

والمؤذن یقیم ینبغی ان یقعد اقامت کہہ رہا ہو تو مناسب یہ ہے کہ

ولا یمکث قائما۔ (سراجیہ) بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے۔

پھر بحر الرائق میں یہ مسئلہ اس طرح مذکور ہے۔

ولو اخذ المؤذن فی الاقامۃ اور اگر مؤذن اقامت شروع کردے اور کوئی

ودخل رجل فی المسجد فانہ شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھ جائے

یقعد الی ان یقوم الامام فی مصلاہ۔ یہاں تک کہ امام اپنے مصلّے پر کھڑا ہو۔

صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کو شرح وقایہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وقوم الامام والقوم عند امام اور قوم اس وقت کھڑے ہوں جب

حی علی الصلوٰۃ۔ (شرح وقایہ) مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے۔

اس عبارت کے تحت میں مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ میں فرماتے ہیں۔

وفیہ اشارۃ الی انہ اذا دخل شرح وقایہ کی عبارت میں اس جانب اشارہ

المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوٰۃ ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسکو

قائما بل یجلس فی موضع ثم کھڑے رہ کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے

یقوم عند حی علی الفلاح وبہ کسی جگہ پھر حی علی الفلاح کہنے کے وقت

صرح فی جامع المضمرات۔ کھڑا ہو اسی مضمون کی جامع المضمرات

(عمدۃ الرعایہ) میں تصریح کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مستحب یہی ہے کہ اقامت کے وقت امام اور مقتدی سب بیٹھے رہیں مؤذن جس وقت حی علے الصلوٰۃ یا حی علے الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جائیں اور صفیں برابر کرلیں ہم نے حی علے الصلوٰۃ یا حیّ علے الفلاح علےٰ سبیل التردید اس لئے کہا ہے کہ فقہ کی بعض روایات میں حی علے الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کو مستحب بتایا ہے اور بعض میں حی علے الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو مستحب بتایا ہے۔ بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی تعارض نہیں اس کی توجیہ یہ ہے کہ مؤذن جس وقت حی علے الصلوٰۃ کہے اس وقت امام اور مقتدی کھڑا ہونا شروع ہو جائیں اور حی علے الفلاح کہنے تک سیدھے کھڑے ہو جائیں الغرض شروع اقامت سے کھڑے ہونے کے متعلق جب حدیث میں نہی وارد کتب فقہیہ اور ارشادات فقہاء سے کراہت ظاہر اور روایات فقہیہ سے حی علے الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کا استحباب مستفاد ہے تو ایسی صورت میں اقامت میں شروع سے بیٹھا رہنا اور حی علے الفلاح کے وقت کھڑا ہونا ہی مستحب اور بہتر ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وحکمہ احکم وعلمہ اتم۔

## تحقیق مصافحہ بعد الصلوٰۃ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا جیسا کہ عام طور سے اہل سنت کا دستور ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں بعض لوگ نماز کے بعد مصافحہ کو ناجائز بتا کر فتنہ پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں

اس لئے مہربانی فرماکر مسئلہ مذکورکو مفصّل اور مدلّل ارقام فرمائیں۔

السائل

محمد نسیم، سندیلہ، ضلع ہردوئی

## حامداً ومصلیاً ومسلماً

### جواب:-

بلاشبہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا عموم سنت میں داخل ہے اس سلسلے میں ہم پہلے احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ سے نفس مصافحہ کا سنت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اسکے بعد یہ ثابت کریں گے کہ نماز کے بعد جو مصافحہ کیا جاتا ہے اسکو بھی عموم سنت شامل ہے اور شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے اور اس کا استحسان اقوال فقہاء کرام سے ظاہر ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی صحیح میں حدیث روایت فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| عن قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکانت المصافحۃ فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال نعم۔ | حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان مصافحہ کرنے کا دستور تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں یعنی صحابہ کرام ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے |
| عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المسلمان | حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے |

ذا تصافحا المؤمنان ... بينهما ذنب الا سقط رواه البيهقي في شعب الايمان۔

مصافحہ کرتے ہیں تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس حدیث کو امام بیہقی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

عن عطاء ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال تصافحوا يذهب الغل رواه مالك۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مصافحہ کیا کرو تاکہ دلوں سے کینہ اور بغض دور ہو جائے۔

ان ہر سہ احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) مصافحہ کرنا صحابہ کرام کا معمول تھا' (۲) مصافحہ کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں' (۳) مصافحہ کرنیکے بعد مسلمانوں کے دلوں سے کینہ حسد اور بغض و عداوت دور ہوتا ہے' (۴) مصافحہ کرنے کی تاکید ظاہر ہے۔

## نماز کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے

مسند احمد بن حنبل اور جامع ترمذی میں حدیث مروی ہے۔

عن ابی امامة رضی الله تعالى عنه ان رسول الله تعالى عليه وسلم قال تمام عيادة المريض ان يضع احدكم يده على جبهته او على يده فيسئله كيف هو وتمام تحياتكم بينكم المصافحة

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کی عیادت کا حق پوری طرح یوں ادا ہوتا ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر رکھ کر اس سے دریافت کرے کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اور

اخرجه احمد بن جنبل فی مسند ہ و الترمذی۔ تمہارے درمیان جو سلام کا دستور ہے اس کا تتمہ اور تکملہ مصافحہ ہے۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں ''الظاھر ان کمال الامرین یحصل بھذین الفعلین''۔

یعنی ظاہر یہ ہے کہ دونوں باتوں کا کمال ان ہر دو فعل سے ہوتا ہے یعنی کمال عیادت یہ ہے کہ مریض کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی مزاج پرسی کی جائے اور کمال سلام یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ کیا جائے۔ اس حدیث سے اور علی قاری صاحب مرقاۃ کی تشریح سے صاف صاف ظاہر ہے کہ سلام کی تکمیل مصافحہ پر موقوف ہے یعنی جب سلام کیا جائے تو سلام کے بعد مصافحہ بھی کر لیا جائے تاکہ سلام کا پورا ثواب حاصل ہو جائے۔ اب غور کیجیے کہ نماز کے بعد جب سلام پر نماز ختم کی جاتی ہے تو یہ سلام نمازیوں کو ہی کیا جاتا ہے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اس کی تصریح فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ پس جبکہ نماز کے بعد سلام ایک دوسرے کو کیا جاتا ہے اور سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوا تو نمازیوں کا سلام کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا بالکل حدیث کے مطابق ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس سے منع کیا جائے اگر وہابیہ کے پاس کوئی حدیث ایسی موجود ہو جس میں نماز کے بعد سلام پھیرنے کے متصل مصافحہ کرنے کی ممانعت ہو تو وہابیہ کو لازم ہے کہ ایسی حدیث پیش کریں ورنہ بلا دلیل منع کرنے سے توبہ کریں۔

## حنفیہ کے نزدیک نماز کے بعد مصافحہ جائز بلکہ مستحب ہے

سنت اور بدعت میں منافات اور نسبت تضاد ہے نہ کسی سنت کو بدعت کہا

جاسکتا ہے اور نہ کسی بدعت کو سنت قرار دیا جاسکتا ہے چونکہ مصافحہ سنت ہوئی اس لئے اس سنت کو جس وقت بھی ادا کیا جائے گا سنت ہی کہا جائے گا البتہ شریعت مطہرہ سے اگر کسی خاص وقت میں مصافحہ کرنے کی اشارۃً یا کنایۃً بھی ممانعت ثابت کی جائے گی تو اس صورت میں اس ممانعت کی وجہ سے ممانعت کی جائے گی پس تاوقتیکہ نماز کے بعد مصافحہ کی ممانعت نہ ثابت ہو یہ مصافحہ عموم سنت مصافحہ میں داخل ہوگا حدیقۂ ندیہ میں ہے۔

بعض المتاخرین من الحنفیۃ صرح بالکراھۃ فی ذلک ادعاء بانہ بدعۃ مع انہ داخل فی عموم سنۃ المصافحۃ مطلقا۔ فقہاء احناف میں بعض فقہاء متاخرین نے ادعاء کہ یہ مصافحہ بدعت ہے کراہت کی تصریح کی ہے باوجودیکہ مصافحہ مطلقاً مصافحہ کے عموم سنت میں داخل ہے۔

اس عبارت سے صاف ثابت ہے کہ اس مصافحہ کو متقدمین فقہاء احناف نے نہ بدعت کہا نہ مکروہ بتایا بلکہ صرف متاخرین کا خیال ہے جو محض ادعاء بلا دلیل ہے اس لئے کہ مصافحہ سنت ہے اور سنت کو جس وقت ادا کیا جائے ادائے سنت ہی کہا جائے گا۔

علامہ طحطاری حاشیۂ نورالایضاح میں فرماتے ہیں۔

فالمصافحۃ سنۃ عقب الصلوۃ کلھا۔ پس تمام نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا سنت ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ سنت جس وقت بھی ادا کی جائے سنت سنت ہی ہوگی بدعت نہ ہوگی۔ پھر حاشیہ درمختار میں ہے۔

نستحب المصافحۃ بل ھی مصافحہ کرنا سنت ہے بلکہ ہر ملاقات کے

سنۃ عقب الصلوۃ کلھا وعند کل لقی وقت اور تمام نمازوں کے بعد سنت ہے

درمختار میں ہے۔

اطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والمجمع والملتقی

وغیرھا یفید جوازھا مطلقا ولو بعد العصر۔

یعنی مصنف کا مسئلہ مصافحہ کو مطلقاً بیان کرنا درر، کنز، وقایہ، مجمع، ملتقی وغیرہا کی

تبعیت کی بنا پر ہے جو اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ مصافحہ علے الاطلاق جائز ہے اگرچہ

عصر کی نماز کے بعد ہو۔

درمختار کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ جائز رہا۔ بعض فقہا کا

اس مصافحہ کو بدعت بتانا اس کا مطلب بھی سن لیجئے۔ (مجمع البحار میں ہے)

ھی من البدع المباحۃ۔ یعنی نماز کے بعد مصافحہ ان بدعتوں (نئی باتوں)

میں سے ہے جو جائز ہیں۔ (مجمع البحار)

پھر درمختار میں ہے۔

وقولھم انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ کما افادہ النووی فی اذکارہ۔ بعض فقہار کا یہ قول ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ ایسی نئی بات ہے جو جائز و مباح ہے اور اچھی بات ہے جیسا کہ امام نودی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں افادہ فرمایا۔ (درمختار)

درمختار کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ نماز کے بعد مصافحہ کو جن بعض فقہار نے بدعت

کہا ہے ان کی مراد یہ نہیں ہے کہ یہ مصافحہ ممنوع یا ناجائز ہے بلکہ بدعت حسنہ مراد ہے

جو بالاتفاق جملہ اہلسنت کے نزدیک جائز ہے علامہ اجل شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نسیم الریاض شرح شفار قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ھی بدعۃ عندنا والا صح انھا مباحۃ لما فیہ من الاشارۃ الی انہ کان قدم من غیبۃ لانہ کان عند ربہ یناجیہ فافھم۔ | نماز کے بعد مصافحہ کرنا ہمارے بعض فقہا کے نزدیک بدعت ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ مصافحہ مباح اور جائز ہے کیونکہ اس مصافحہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ نمازی رب کے ساتھ مناجات میں مشغول تھا گویا غائب تھا اب جبکہ نماز سے فارغ ہوا تو دربار رب سے ظاہر ہوا۔ |

غور فرمائیے کیسا صاف صاف بتایا جارہا ہے کہ نماز سے فارغ ہونا دربار خداوندی سے واپسی ہے اور نماز کے بعد نمازیوں کی ایک دوسرے سے ملاقات واپسی کے بعد پہلی ملاقات ہے پس جس طرح لقار کے وقت مصافحہ مسنون ہے اس طرح یہ مصافحہ بھی مسنون ہوگا۔ الغرض احادیث صحیحہ اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ مصافحہ سنت ہے اور سنت کو بدعت بتانا سفاہت وجہالت ہے اسی طرح حدیث سے ثابت ہو چکا کہ مصافحہ سلام کا تتمہ اور تکملہ ہے پس نمازی بھی نماز کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے فارغ ہوتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے فقہار احناف تصریح فرمارہے ہیں کہ نماز کے بعد مصافحہ عموم سنت مصافحہ میں داخل اور مباح وجائز ہے ایسی صورت میں یہ کہنا کہ نماز کے بعد مصافحہ بدعت یا مکروہ ہے صریح جہالت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

## سیدِ عالم کی محفل میلاد میں تشریف آوری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ آپ محفل میلاد شریف میں تشریف لا سکتے ہیں،
صحیح ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ یہ خیال کرنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں
تشریف فرما ہو سکتے ہیں غلط ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا کہنا کہاں تک
صحیح ہے جواب مدلل اور مفصل ہونا چاہیے۔ السائل

محمد عبدالکریم از غازی پور، محلہ نگاہی بیگ

## جواب حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید کا یہ قول کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کسی محفل میں تشریف لانا محال ہے
اس کی سفاہت و جہالت پر مبنی ہے، وہ شخص حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام کی ارواح طیبہ
اور اجسام لطیفہ کو اپنی اور اپنے اکابر کی گندی ارواح اور کثیف اجسام پر قیاس کرتا ہے جو
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو محال سمجھتا ہے حالانکہ اس کا یہ
قیاس صریح البطلان اور وسوسۂ شیطان ہی اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اپنے خاص بندوں
کو اقطار السموات والارض کی سیر فرمانے کی قدرت عطا فرماتا ہے تاکہ جہاں جہاں
چاہیں اور جس جگہ ارادہ فرمائیں تشریف فرما ہو جائیں۔

علامہ مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| النفوس القدسية اذا | مقدس نفوس جب جسمانی تعلقات سے آزاد ہو |
| تجردت عن العلائق البدنية | جاتے ہیں تو انکو ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ اتصال ہو جاتا |
| اتصلت بالملاء الاعلى ولم يبق | ہے اور انکے لئے کوئی پردہ حائل نہیں رہتا |
| لها حجاب فترى وتسمع | پس وہ نفوس تمام باتوں کو سننے اور تمام چیزوں |
| الكل كالمشاهد۔ | کو مشاہدہ کرنیوالے کی طرح دیکھتے ہیں۔ |

پھر علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

ولا یمنع رؤیۃ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ و بروحہ وذلک لانہ وسائر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہم ردت الیہم ارواحھم بعد ماقبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے جسم شریف اور روح لطیف کے ساتھ دیکھنا ممتنع نہیں اسلئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی ارواح طیبہ قبض کئے جانیکے بعد انکے اجسام کیطرف واپس کر دیگئی ہیں اور انکو اس امر کی اجازت دیگئی ہے کہ وہ اپنے مزارات مقدسہ سے باہر تشریف لاکر ملکوت علوی اور ملکوت سفلی میں تصرف فرمائیں۔

پھر خاتم المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فنبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتصرف ویسیر بجسدہ وروحہ حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ

پس ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تصرف فرماتے ہیں اور اپنے روح و جسم کے ساتھ آسمان و زمین میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں اور آپ فرشتوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم ولقد راٰہ کثیر من الاولیاء

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم میں ارواح صحابہ کے ساتھ سیر فرمانے کا اختیار ہے اور بہت سے اولیاء کرام نے آپ کو دیکھا ہے۔

اور سنئے علمائے دیوبند کے معتمد علیہ عالم جنکو علمائے دیوبند نے شیخ العلماء الکرام سند الاصفیاء

النظام محی السنۃ عضد الملۃ کے القاب سے یاد کیا ہے یعنی شیخ احمد بن محمد خضر شنقیطی مالکی مدنی فرماتے ہیں

اما قدوم روحہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی بعض الاحیان لبعض الخواص امر غیر مستبعد ومعتقد ھذا القدر لا یعد مخطیا لکونہ امرا ممکنا فھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن اللہ تعالیٰ کیف شاء۔ (المہند)

لیکن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کا بعض اوقات تشریف لانا بعض خواص کیلئے امر ممکن ہے اور اس کا معتقد غلطی پر نہیں اس لئے کہ یہ بات ممکن ہے پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جسطرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

ان اکابر اسلام کے ارشادات عالیہ سے صاف صاف ظاہر و باہر ہے کہ خدا کی طرف سے محبوب خدا کو یہ قدرت عطا فرمائی گئی ہے کہ وہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں جس محفل و مجلس کو چاہیں اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک جنت بنائیں اور خدا کے حکم کے مطابق جس کی چاہیں مدد کریں اور عالم میں تصرف فرمائیں وہذا ہو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

حررہ ھٰذہ الاجوبۃ کلھا ابو الجمیل محمد رضوان الرحمٰن السنی الحنفی الفاروقی السہسوانی مفتی مالوہ (اندور) الیوم السادس من ذیقعدہ سنۃ الف وثلاث مائۃ وثلاث وسبعین من ھجرۃ النبی الامین صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

تمت